OPEN ACCESS
AL-TABYEEN
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.*

ISSN (Print) : 2664-1178
ISSN (Online) : 2664-1186
Jan-jun-2022
Vol: 6, Issue: 1
Email: altabyeen@ais.uol.edu.pk
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

عائلی زندگی میں تحمل وبرداشت کی عصری معنویت

(اسوہ حسنہ کی روشنی میں)

Contemporary meaning of patience and tolerance in family life

Dr. Aqeel Ahmed
Associate Professor, Department of Islamic Studies, the University of Lahore, Lahore.
Dr. Shamsul Arafin
Associate Professor, Department of Islamic Studies, the University of Lahore, Lahore.

ABSTRACT

The well-being of any society is based on attitudes, relationships and support between human beings. Only by tolerating opposing attitudes it is possible to put an end to tribulations. The attitudes that the Holy Prophet (saw) paid special attention to in the state of Madinah show tolerance. Because without it, social well-being and self-purification is not possible. One of the most important dimension of tolerance is family life. Family life is one of the foundational institution of Islamic society, in which the mutual attitudes and relationships of the spouses have a direct effect on the children. It is natural for spouses to have conflicts and disagreements. In such a relationship, if there is no tolerance on the part of either side, then this relationship will be deprived of the colors of holiness, love, trust, respect and fidelity and the result will be great worldly and otherworldly loss. The article under discussion

focuses on tolerance in the context of family life in order to understand its contemporary significance.
Keywords: contemporary, significance, tolerating, attitudes, foundational institution

کسی بھی معاشرہ کی خوش حالی کی اساس انسانوں کے مابین رویوں، تعلقات اور معاملات پر ہوتی ہے ضروری نہیں کہ زندگی میں پیش آنے والے رویے اور معاملات ہمارے مزاج اور طبیعت کے مطابق ہوں مزاج کے مخالف رویوں پر تحمل وبرداشت ہی سے فتنوں کا خاتمہ ممکن ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ریاست مدینہ میں جن رویوں کو فروغ دینے کی طرف خصوصی توجہ فرمائی ان میں تحمل وبرداشت نمایاں نظر آتا ہے کیونکہ اس کے بغیر معاشرتی خوش حالی اور تزکیہ نفس ممکن نہیں۔ تحمل وبرداشت کی مختلف جہات میں سے ایک جہت عائلی زندگی بھی ہے۔ عائلی زندگی اسلامی معاشرہ کا وہ بنیادی ادارہ ہے جس میں زوجین کے باہمی رویوں اور تعلقات کا براہِ راست اثر اولاد پر پڑتا ہے۔ زوجین کے مابین نزاع واختلاف ہونا ایک فطری امر ہے اس طرح کے معاملات میں اگر جانبین یا ایک طرف سے تحمل کا مظاہرہ نہ ہوگا تو تقدس، محبت، اعتبار، احترام اور وفا کے رنگوں سے یہ رشتہ محروم ہو جائے گا اور اس کا نتیجہ دنیوی اور اخروی نقصان کی صورت میں ہو سکتا ہے۔

زیرِ نظر مقالہ میں تحمل وبرداشت پر عائلی زندگی کے تناظر میں بات کی جارہی ہے تا کہ اس کی عصری معنویت کا ادراک ہو سکے۔ قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کے مناصب کے حوالے سے دو بنیادی جہات کا ذکر کیا ہے جو یہ ہیں:

(۱) تعلیم کتاب (۲) تزکیہ نفس

تعلیم کتاب کا مقصد نفوس کا تزکیہ ہے کیونکہ اس کے بغیر تزکیہ کی منزل اور نصب العین واضح نہیں۔ حیات انسانی میں تزکیہ کے بعد ہی ایک بندے کے افضل الخلائق ہونے کے ثمرات سے فرد اور معاشرہ بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے مکی دور کو تربیتی دور یا نفوس کے تزکیہ کا دور کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ اسی عہد کے مصفیٰ نفوس کے ساتھ ہی آپ نے ریاست مدینہ قائم فرمائی اور صرف دس برس کے قلیل عرصہ میں ایک مثالی اور صالح معاشرہ تشکیل کر کے دکھایا۔

مذاہب عالم میں انسانی تزکیہ واصلاح کے طریقوں میں تنوع نظر آتا ہے اس تنوع کی بڑی وجہ فکری، سماجی اور طبعی میلانات ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے انسانی فکر و عمل کی اصلاح سے قبل اپنا ایک مکمل اور شاندار اسوہ معاشرہ کے سامنے پیش کیا۔ کیونکہ معاشرہ کی اجتماعی اصلاح سے قبل انفرادی اصلاح کا عمل ضروری ہے اور افراد کا مجموعہ ہی معاشرہ ہے۔ فرد کی اصلاح کا پہلا اور بنیادی ادارہ عائلی زندگی ہے۔ ایک فرد کے اس کی شخصیت اور معاشرہ پر اثرات کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ نے عائلی زندگی کے بڑے مربوط اور اعلیٰ اصول وضوابط عطا کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تعمیر شخصیت و کردار کے حوالے سے تزکیہ نفس کے مختلف پہلو خاندانی نظام میں نظر آتے ہیں۔ زوجین کے باہمی تعلقات اور پھر اولاد کے ساتھ ان کے رویوں میں ایک کلیدی و نمایاں پہلو تحمل و برداشت بھی ہے۔

تحمل و برداشت کا معنی و مفہوم

تحمل و برداشت حیاتِ انسانی کا وہ بنیادی وصف ہے جو زوجین کے مابین تعلقات کو درست رکھنے میں ایک طرح سے "حکم" کا کردار ادا کرتا ہے۔ عائلی زندگی میں تحمل و برداشت کی ضرورت و اہمیت، فوائد اور اس کے فقدان کے اسباب واثرات سے قبل اس کے لغوی معنی پر بات کی جارہی ہے تاکہ مزید مباحث کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

علامہ ابنِ منظور افریقی لفظِ تحمل کے بارے میں لکھتے ہیں:

> لفظِ تحمل کا مادہ "حمل" ہے جس کا معنی ہے کسی شے کا بوجھ اٹھانا اور اسی سے تحمل بنا ہے جس کے معنی برداشت کرنا بھی لیا جاتا ہے اور اسی سے حلم بھی بنا ہے جس کا معنی ہے بردبار۔[1]

لفظِ تحمل عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مترادف برداشت ہے یہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کو انگریزی میں Tolerance کہتے ہیں۔

"حلیم" اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام بھی ہے[2] جو بندوں پر کرم نوازی کرتے ہوئے ان کے گناہوں اور غلطیوں کو

---

[1] ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم ابو الفضل ، لسان العرب ، مکتبہ دارالعلم ، بیروت ۱۴۱۰ ھ، 387:1

[2] البقرہ ، 263

معاف کرتا رہتا ہے۔اللہ تعالی کی صفت حلم کے مناظر انبیائے کرام کی ذواتِ مقدسات میں نظر آتے ہیں۔

تحمل وبرداشت کی ضرورت واہمیت

تحمل وبرداشت اور حلم وبردباری ایک بندہ مومن کی شخصیت کے ان خصائص میں سے ہے جو نہ صرف اس کے وقاراور ہر دلعزیزی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ اس کی بدولت وہ نزاعی معاملات کو حل کرنے اور فتنوں کے سد باب میں بھی کامیاب نظر آتا ہے۔یہ وصف جبلی طور پر بھی ودیعت ہو سکتا ہے لیکن معلوم تاریخ اور مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ تربیت وتزکیہ ہی سے ایک بندہ حلم و تحمل کے کمال سے آراستہ ہوتا ہے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"خصلتين يحبهما الله الحلم والحيا"[1]

"اللہ تعالی کو دوخوبیاں بہت پسند ہیں حلم (بردباری) اور حیا۔"

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله رفيق يحب الرفق، ويعطي على الرفق، ما لا يعطي على العنف"[2]

"اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی ہی کو پسند کرتا ہے اور نرم خوئی پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا۔"

واضح ہوا کہ تحمل اور حلم وبردباری اللہ کریم کو بہت پسند ہیں۔کون یہ چاہے گا کہ اس میں وہ خوبی نہ ہو جو اللہ کریم کو پسند ہے۔یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ قرآن وسنت میں وہ انسانی اوصاف جن کو اللہ کریم نے پسندیدہ قرار دیا ہے انہی سے افراد کے مابین معاملات اور رویے اعلیٰ اور خوب صورت نظر آتے ہیں۔اللہ کریم کو انسانوں کی جو عادات اور صفات پسند ہیں ان تمام کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے کامل اور جامع اسوہ پیش کیا ہے۔تحمل وبرداشت کی ہر جہت اور ہر پہلو ذاتِ رسالت میں بدرجہ اتم نظر آتے ہیں اور اس کا اظہار آپ ﷺ کی عائلی زندگی میں بھی نمایاں ہے۔

---

[1] ۔ البیہقی، احمد بن حسین ،شعب الایما ن ، مکتبۃ الرشد النشر والتوزیع ریا ض، رقم الحدیث: 584

[2] ۔ ابوداود ، سلیمان بن اشعث السجستانی ، السنن ، دار السلام بیروت، ۲۰۰۱ء ، کتا ب الادب ، با ب فی الرفق،رقم الحدیث،4807

عائلی زندگی اور تحمل و برداشت

انسانی زندگی میں سب سے خوب صورت اور خوش گوار عائلی زندگی ہے اس کا آغاز نکاح سے ہوتا ہے۔ قرآن و سنت میں عائلی زندگی کے فرد اور معاشرہ پر جمیع اثرات کے پیش نظر نکاح کی اہمیت کی بہت تاکید کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عائلی زندگی کے حوالے سے نہ صرف احکام دیئے بلکہ ایک مکمل عائلی زندگی بسر کی ہے۔ قرآن کریم نے عائلی زندگی کے چند بنیادی مقاصد بیان کیے ہیں تاکہ ریاست کے اس بنیادی تربیتی ادارہ میں فتنہ وفساد کا خاتمہ ہو اور جن مقاصد کے حصول کے لیے یہ رشتہ قائم ہوا ہے ان کا احسن طریقے سے حصول ممکن ہو سکے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ مِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَ جَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ﴾[1]

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف (سے) آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔"

اس آیت میں عائلی زندگی کے بقا، استحکام اور بہتری کے لیے تین اصول بتائے جا رہے ہیں:

۱۔ سکون واطمینان

۲۔ محبت ومودت

۳۔ رحمت وشفقت

سکون واطمینان کے ہوتے ہوئے فتنہ وفساد اور اضطراب وبے سکونی مفقود ہوگی اور جہاں کہیں جانبین میں سے کوئی ایک کسی خارجی دباؤ یا سازش کے زیرِ اثر منفی رویے کا شکار ہو کر گھر کے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کرے گا تو یہی موقع تحمل وبرداشت اور حلم وبردباری کا ہے ایسی صورت میں اگر تحمل کا مظاہرہ نہ ہوگا تو اس کا نتیجہ گھریلو ناچاقی یا مزید خرابی وعلیحدگی کی صورت میں سامنے آئے گا اس لیے قرآن نے اس رشتہ کا پہلا مقصد ہی

---

[1] ۔ الروم: 21

''لتسکنوا الیھا'' بیان کیا ہے، سکون کے عائلی زندگی میں بھرپور مناظر تحمل وبرداشت کے ساتھ جڑے نظر آتے ہیں۔ دوسرا مقصد قرآن نے مودت بیان کیا ہے اس کا متضاد نفرت ہے اور نفرت عدم برداشت ہی کی ایک صورت ہے۔ مودت ومحبت زوجین کے رشتہ کے خواص میں سے ہے جب محبت ہوگی تو ایک دوسرے کے خلاف مزاج رویوں سے صرفِ نظر ہی کیا جائے گا۔

تیسرا پہلو رحمت ہے، رحمت کی صفت شفقت ونرمی کی متقاضی ہے اور یہ خوبی ظلم وستم اور تشدد سے باز رکھتی ہے، اس طرح یہ تینوں مقاصد اپنے اندر تحمل وبرداشت اور حلم وشفقت جیسی صفات لیے ہوئے ہیں۔

کائنات میں عائلی زندگی کے حوالے سے سب سے کامل، جامع اور ہمہ گیر اسوہ انسانیت کے سامنے حضور اکرم ﷺ ہی نے پیش کیا ہے جس میں تحمل وبرداشت کے علاوہ تربیت، عزتِ نفس، معاملہ فہمی، طبعی میلانات کالحاظ، مکمل ہم آہنگی، امداد باہمی، ضروریات وخواہشات کی تکمیل اور ذہنی وجسمانی آسودگی جیسے عناصر واضح نظر آتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے سامنے آپ کی دو ازواج، تین بیٹوں اور تین بیٹیوں کا انتقال ہوا آپ نے ہر موقع پر تحمل ہی کا مظاہرہ کیا۔ بالخصوص جب حضرت خدیجہ کو آپ دیگر ازواج کے سامنے یاد کرتے تو وہ رشک کرتیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک بار حضور اکرم ﷺ اسی طرح حضرت خدیجہ کو یاد کر رہے تھے تو میں نے کہا:

فَقُلْتُ: خَدِيجَةَ، فَقالَ: رَسولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ إنِّي قدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا(٦)

''بس خدیجہ ہی ہیں تو آپ ﷺ نے (بڑے تحمل سے) فرمایا کہ مجھے ان کی محبت عطا کی گئی ہے۔''

مکی دور میں جب آپ ﷺ کے دو صاحبزادوں کا یکے بعد دیگرے انتقال ہو گیا تو اپنے جگر پاروں کی جدائی اور مشرکین مکہ کی ہرزہ سرائی ایسے نازک ترین لمحات میں بھی آپ ﷺ نے تحمل ہی کا مظاہرہ کیا۔

مدینہ منورہ میں آپ کی عائلی زندگی کے حوالے سے دو ایسے واقعات ہوئے کہ جس پر منافقین اور معاندین کی فکری وطبعی ریشہ دوانیاں عروج پر نظر آتی ہیں۔ ایک واقعہ افک ہے اور دوسرا سیدہ زینب بنت جحش سے نکاح کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی عائلی زندگی میں واقعہ افک ایک ایسا شدید واقعہ ہے کہ اگر اس جاہلی معاشرہ میں کسی اور خاندان میں ایسا واقعہ پیش آتا تو تلواروں کا میان سے باہر آنا اور قتل وغارت ہونا معمول کی بات تھی۔ اس واقعہ کو نبوی جہت کے ساتھ انسانی جہت سے بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اولین و آخرین میں انسان کامل نے کس

استقامت کے ساتھ تحمل اور حلم وبردباری کا مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ کا ایک اشارہ ہی افترا پردازوں کا قلع قمع کرنے کے لیے کافی تھا۔ لیکن یہ آپ ﷺ ہی کا اسوہ ہے کہ امت کو درس دیا کہ اس طرح کے معاملات کو تدبر اور تحمل سے حل کیا جائے۔ تحمل کے اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ ضرور فرمایا کہ:

"والله ما علمت على اهلي إلا خيرا"[1]

"اللہ کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔"

دوسرا واقعہ حضرت سیدہ زینب بنت جحش سے نکاح کا ہے، اس نکاح کی وجہ سے اس عہد کی مشہور رسم بد کو ختم کرنا مقصود تھا اس کے نتیجے میں بھی گستاخ زبانیں خاموش نہ رہیں لیکن رسولِ رحمت کا تحمل اس موقع پر بھی مثالی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے جو متعدد نکاح فرمائے ان میں بے شمار حکمتیں اور عبر ونصائح ہیں یہاں صرف تحمل وبرداشت اور حلم وبردباری کے اظہار کی مختلف صورتوں اور ان کے فروغ واثرات ہی کی بات کی جا رہی ہے۔ لڑکے لڑکی کے نکاح سے قبل دونوں طرف باہمی ہم آہنگی اور ذہنی میلانات بڑا سبب ہوتے ہیں۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے ان خاندانوں میں بھی نکاح کیے جو اپنی اسلام دشمنی اور ذات رسالت کے ساتھ عناد میں پیش پیش تھے۔ ان میں حضرت ابوسفیان کی صاحبزادی حضرت سیدہ ام حبیبہ سے نکاح کی حکمتوں پر عصری معاشروں کے تناظر میں غور کیا جائے کہ خاندانوں کے مابین اتنی مخالفتوں کے ہوتے ہوئے نکاح تو ایک طرف نام تک سننا گوارا نہیں کیا جاتا لیکن رحمتِ کائنات کے تحمل کی رفعت تو دیکھیے کہ تمام نزاعی معاملات کو ایک طرف رکھ کر نکاح کیا اور دنیا کو عائلی زندگی کے حوالے سے یہ درس دیا کہ تحمل کی ایک بھی جہت ہے کہ جس سے دشمنی دوستی میں، رقابت رفاقت میں، نفرت محبت میں، اور عداوت چاہت میں بدل جاتی ہے۔ یہاں یہ امر بھی واضح رہے کہ قبل از اسلام حضرت ابوسفیان کا حضورِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ جو رویہ تھا وہ تاریخ کا حصہ ہے لیکن حلم وتحمل کے پیکرِ اعظم حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی حضرت سیدہ ام حبیبہ کو ان کے والد کے حوالے سے بات کرنا تو ایک طرف اشارتاً بھی کچھ نہ کہا۔

اسی طرح یہود کی اسلام دشمنی اور سازشیں نصوص قرآنیہ سے واضح ہیں نبی کریم ﷺ نے دو نکاح یہود میں

---

[1] ۔ مسلم بن الحجاج القشیری، ابو الحسین، صحیح مسلم ، دار السلام بیروت، ۱۹۹۹ء، کتا ب فضا ئل الصحا به ، رقم الحدیث ، 4145

بھی کیے۔ایک حضرت سیدہ صفیہ سے اور دوسرا حضرت سیدہ جویریہ سے، حضرت جویریہ سے نکاح کی جو برکات ان کے خاندان کو حاصل ہوئیں ان کے بارے میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

"ما رایناامراۃ کا نت اعظم برکتہ علی قو مھا منھا "[1]

"حضرت جویریہ سے بڑھ کر میں نے اپنے خاندان کے لیے بابرکت خاتون نہیں دیکھی۔"

جب یہ دو معزز خواتین حرم رسول ﷺ میں تشریف لائیں توان کی توقیر، اور ان کا ادب ویسے ہی کیا گیا جیسے ان سے ماقبل ازواج کی عزت کی جاتی تھی ان کو بھی کبھی نبی پاک ﷺ نے ان کے ماضی کے حوالے سے یا ان کے خاندان کی اسلام کے حوالے سے شدید مخاصمت کے باوجود ایک لفظ تک نہیں فرمایا بلکہ نہ صرف ہر موقع پر ان کے حقوق کا خیال رکھا بلکہ ان کی دلجوئی بھی کرتے رہتے۔

عصری معاشرہ میں مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ اگر دو خاندانوں میں مخالفت چلی آ رہی ہو تو بہت کم صلح کے بعد ان کے درمیان نکاح کا رشتہ قائم ہوتا ہے اور اگر ہو بھی جائے تو ماضی کے حوالے سے دونوں طرف سے ایک دوسرے کی کمزوریوں کا ذکر معمول کی بات ہے جس کے نتیجے میں پھر مخاصمت کا ایک نیا دور شروع ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ اور ازواجِ مطہرات کے مابین شہد والا ایک معاملہ معروف ہے اس واقعہ میں بھی غور کیا جائے کہ اس موقع پر حضور اکرم ﷺ خود مسجد میں تشریف لے گئے کسی زوجہ سے ناراض ہو کر اس کو گھر سے نہیں نکالا۔ عقل حیران ہے تحمل کے اس درجہ پر کہ گھر کا سربراہ درست مقام پر ہونے کے باوجود اس طرح کے رویے کو نظر انداز کر کے خود باہر تشریف لے آئے۔ عصری معاشرہ میں اس طرح کے واقعات پر اکثر و بیشتر خواتین پر تشدد ہونا اور ان کو گھروں سے نکالنا معمول کی بات ہے۔ قرآن کریم نے بیوی کے نشوز کے حوالے سے فرمایا:

﴿وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ﴾[2]

"اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمھیں اندیشہ ہو تو پہلے انھیں نصیحت کرو (اور اگر وہ نہ سمجھیں) تو

---

[1] ۔ البخاری ، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام ریاض، ۲۰۰۸ء ، رقم الحدیث، 4141

[2] ۔ النسا، 24

پھر انھیں خواب گاہوں سے الگ کر دو (اور اگر پھر بھی نہ سمجھیں) تو انھیں (ہلکی مار) مارو۔"

"واضربوھن" پر ہر حال میں عمل کرنے کے خواہش مند یہ یاد رکھیں کہ نبی رحمت ﷺ نے اپنے پورے اڑتیس سال عائلی زندگی کے دور میں کبھی کسی زوجہ پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ جبکہ آج "نشوز" کی خود ساختہ تعریف کر کے کھانے اور چائے میں تاخیر یا دیگر معاملات میں مختلف رائے ہونے پر اس کو نشوز خیال کر کے "واضربوھن" پر خوب عمل کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ انتشار و افتراق ہی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

عائلی زندگی میں عدمِ تحمل وبرداشت کے اسباب واثرات

اللہ کریم نے انسان کو بے شمار صفات اور کمالات عطا کیے ہیں اور پھر ہر صفت اور کمال کے درست اظہار کے لیے اس کی مکمل رہنمائی بھی فرمائی ہے۔ قہر وغضب یعنی غصہ کی حالت کا ہونا انسان کی جبلت میں شامل ہے تاکہ اس صفت کے ذریعے وہ دشمن پر قابو پا سکے۔

خاندانی نظام ہر فرد کی ذہنی وفکری، اخلاقی و عملی نشوونما کا بنیادی ادارہ ہے، پیدائش سے نکاح تک جو کچھ اس نے سیکھا ہوتا ہے عموماً پھر اس کے مطابق ہی وہ نکاح کے بعد انہی رویوں کا اظہار کرتا ہے۔ عائلی زندگی میں ہم آہنگی کا نہ ہونا یا زوجین میں معاملات کے حوالے سے تنوع کا نظر آنا اضطرابی صورت پیدا کرتا ہے یہی موقع حلم و تحمل کے ساتھ معاملہ فہمی کا ہوتا ہے۔ عائلی زندگی میں تحمل وبرداشت کے مفقود ہونے کی جو بڑی وجوہات نظر آتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ دینی وفکری حوالے سے مزاج کا مختلف ہونا

۲۔ ازواج کے مابین عدل نہ ہونا

۳۔ بچوں کے مابین عدل نہ ہونا

۴۔ ضروریات وخواہشات کی عدم تکمیل

۱۔ دینی وفکری حوالے سے مزاج کا مختلف ہونا

خاندانی طور پر الگ پس منظر ہونے کی وجہ سے اور پھر دینی وفکری تنوع کے ہوتے ہوئے عموماً حالات نارمل نہیں ہوتے جس کی وجہ سے اکثر عدم تحمل کی صورت بن جاتی ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے نکاح کے حوالے

سے دینداری کو ترجیح دینے کا فرمایا ہے۔[1]

دینداری کو ترجیح دینے کی یہی وجہ سامنے آتی ہے کہ وہ بنیادی انسانی اوصاف جو ماحول کو بہتر رکھتے ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر بگاڑ سے بچا جا سکتا ہے۔

۲۔ ازواج کے مابین عدل کا نہ ہونا

تحمل وبرداشت کے مفقود ہونے کی دوسری وجہ ایک سے زائد ازواج کا ہونا بھی ہے۔ ایک طرف زیادہ مائل ہو کے دوسری کے حقوق کی جب حق تلفی ہوتی ہے تو پھر نزاع کا ہونا فطری امر ہے۔ اس لیے قرآن کریم نے ایک سے زائد نکاح کے حوالے سے واضح طور پر فرمایا:

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾[2]

"اور اگر تمھیں اس بات کا ڈر ہو کہ انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک نکاح ہی کرو۔"

ایسے حالات میں جب بندہ ازواج کے مابین عدل نہیں کرتا تو نہ صرف ازواج بلکہ اولاد کا بھی غم واضطراب میں آنا عدم برداشت کا سبب بنتا ہے۔

۳۔ بچوں کے مابین عدل نہ ہونا

بچوں کے مابین عدل ایک نازک معاملہ ہوتا ہے۔ بچوں کے مابین غیر مساوی رویہ ان کو والدین کا نافرمان، تعلیم سے دور کر کے غلط صحبتوں کی طرف لے جاتا ہے جس کے وجہ سے وہ جرائم کے مرتکب ہونے کے ساتھ منشیات کے بھی عادی بن سکتے ہیں اور پھر بیٹے کو بیٹی یا بیٹی کو بیٹے پر ترجیح دینے کی وجہ سے بھی ان میں احساس کمتری اور خوداعتمادی کے فقدان کو جنم دیتے ہیں جس کا نتیجہ عدم تحمل وبرداشت ہی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

۴۔ ضروریات وخواہشات کی عدم تکمیل

عائلی زندگی میں شوہر کا بیوی اور بچوں کا کفیل ہونے کی وجہ سے ان کی جائز ضروریات کو پورا کرنا شرعی طور پر لازم ہے۔ لیکن مالی ااور معاشی حوالے سے نشیب وفراز کا آنا ایک فطری شے ہے۔ مال ہونے کے باوجود بیوی،

---

[1] صحیح البخاری،کتاب النکاح ، باب الاکفا فی الدین ، رقم الحدیث،5090

[2] ۔ النساء: 3

بچوں کی جائز ضروریات وخواہشات کو پورا نہ کرنے کی وجہ ہی سے عدم تحمل وبرداشت جیسے معاملات سامنے آتے ہیں اور بعض دفعہ مالی حیثیت کمزور ہونے کی وجہ سے بھی نزاعی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

ان تمام طرح کے حالات وواقعات میں مرد یعنی شوہر کی ذمہ داری زیادہ ہے کہ وہ حلم و تحمل سے کام لے کیونکہ اس حوالے سے قرآن کریم میں اس کو "قوام" (قوی ونگہبان) کہا گیا ہے[1] پھر ایک جگہ فرمایا گیا کہ "بیدہ عقدۃ النکاح"[2] کہ اس (شوہر) کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔اس طرح اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ امر پنہاں نہ رہے گا کہ عائلی زندگی کا حاکم،اور نگہبان مرد ہی ہے اور حضور اکرم ﷺ نے مردوں ہی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

«استَوْصُوا بالنساء خيرًا؛ فإن المرأة خُلِقَتْ مِن ضِلَعٍ، وإن أعوَجَ ما في الضِّلَعِ أعلاه، فإن ذهَبتَ تُقيمُه كسَرتَه، وإنْ ترَكتَه لم يزَلْ أعوَجَ، فاستَوصوا بالنساء»[3]

"عورتوں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو،اس لیے کہ ان کی پیدائش مرد کی پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی میں اوپر کا حصہ سب سے زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے اور اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہ جائے گی،اس لیے عورتوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آو۔"

واضح ہوا کہ خلاف مزاج وطبع معاملات میں تحمل اور حلم وبردباری ہی سے نزاعی صورتوں کو ختم کیا جاسکتا ہے سختی اور تشدد مسائل کا حل نہیں ہوتا یہ ظلم وزیادتی کے زمرہ میں آتے ہیں جس سے نہ صرف عائلی زندگی کا استحکام اور سکون برباد ہوتا ہے بلکہ اس طرح کا رویہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا بھی سبب ہے۔

خلاصہ کلام

عائلی زندگی ہر انسان کے حقوق وفرائض کی ادائیگی کے ساتھ تربیتِ نفوس کا بنیادی ادارہ ہے۔تربیت کے بعد ایک انسان جن خوبیوں اور کمالات سے آراستہ ہوتا ہے ان میں نمایاں خوبی ووصف تحمل وبرداشت اور حلم وبردباری بھی

---

[1] ۔ النساء: 3

[2] ۔ النساء: 34

[3] ۔ ابن ابی شیبه ، المصنف، مكتبة الرشد رياض ، ۲۰۱۵ء، كتاب الطلاق في مداراة النساء حديث رقم 15721

ہے ۔اس صفت کی بدولت نہ صرف جھگڑوں، فتنوں اور سازشوں کا خاتمہ ہو تا ہے بلکہ اس کے ذریعے وہ اپنی عائلی زندگی کو بھی پر سکون اور خوش گوار بنالیتا ہے۔ قرآن وسنت نے نکاح کے عظیم ذہنی، اخلاقی، تربیتی، سماجی، معاشی اور دینی مقاصد کے پیشِ نظر اس کی تاکید کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے عائلی زندگی کے حوالے سے نہ صرف احکامات عطا کیے ہیں بلکہ اس حوالے سے بھی ایک کامل اور عالم گیر اسوہ مبارکہ انسانیت کے سامنے پیش کیا ہے ۔ تحمل وبرداشت کے مختلف پہلو آپ ﷺ کی عائلی زندگی میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ وہ معاملات اور رویے جو عائلی زندگی میں عدم تحمل وبرداشت کا سبب بنتے ہیں ان میں خاندانوں کے مابین فکری، ذہنی اور مالی تفاوت بنیادی وجہ ہے اس کے بعد ازواج اور اولاد کے مابین عدل نہ ہونے کی وجہ سے بھی عدم تحمل وبرداشت کی سوچ راسخ ہوتی ہے۔ اس لیے گھر کے سربراہ ہونے کی وجہ سے مرد (شوہر) پر یہ لازم ہے کہ وہ ایسے معاملات اور رویوں پر خصوصی توجہ رکھے جو عدم تحمل وبرداشت کا سبب بنتے ہیں اور اگر کبھی نزاعی صورت ظاہر ہو تو بطور "قوام" کے عائلی زندگی کے جمیع فوائد واثرات کے پیشِ نظر تحمل ہی کا مظاہرہ کرے تاکہ اس کے اس طرح کے اعلیٰ رویے کا مثبت اثر نسلِ نو پر پڑے اور وہ پھر معاشرہ میں صالح کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔